تاریخ قوم عطاران وحکیمان

(از استاذ الاطباء جناب حکیم امتیاز الدین صاحب ذکائی)

محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کا ورود شروع ہوا مختلف اسلامی ممالک سے لوگ یہاں آکر آباد ہو گئے۔ انھوں نے آپس میں اور یہاں کے ہندو باشندوں کو مسلمان کر کے ان سے رشتے قایم کئے۔ اس طرح ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی بڑھتی گئی۔ ہماری برادری بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو پانچ مختلف خاندانوں پر مشتمل ہے۔ (۱) ذکائی موسوم بہ حکیم کمرے والے (۲) خاندان حکیم نورالدین المعروف بہ پہاڑی والے (۳) لقائی (۴) عطار (۵) خانم کے بازار والے ان خاندانوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) **ذکائی** ان کے مورث اعلیٰ حکیم محمد مسیحا ہیں وہ طہماسپ شاہ صفوی شاہ ایران کے حکمائے دربار میں تھے جب شیر شاہ افغان نے ہمایوں بادشاہ کو بغاوت کر کے ہندوستان سے نکال دیا۔ تو یہاں سے بھاگ کر ایران پہنچے۔ شاہ ایران نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اور ان کو بڑے احترام سے رکھا۔ اور حکیم محمد مسیحا کو ہمایوں اور ان کے ہمراہیوں کے لئے طبیب مقرر کیا۔

ایک زمانہ کے بعد شیر شاہ افغان کا انتقال ہوا اور ان کے بیٹے بھی اس دار فانی سے راہیٔ ملک بقا ہوئے تو یہاں کوئی سلطنت کا وارث نہ رہا۔ یہاں کے امرا نے ہمایوں کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ اور کہلا بھیجا کہ یہ موقع آپ کے لئے اچھا ہے آپ یہاں آکر حکومت کریں۔ ہمایوں نے طہماسپ شاہ سے مشورہ کیا تو انھوں نے چالیس ہزار فوج دے کر ہندوستان پہ حملہ کرنے کا مشورہ دیا اور ایک قدم مبارک حضرت مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہ کا ساتھ کر دیا اور کہا کہ اس کی برکت سے فتح و نصرت آپ کے قدم چومے گی۔ معمولی لڑائیوں کے بعد ہمایوں دوبارہ سریر آرائے سلطنتِ ہندوستان ہوئے۔ اور پورے ہندوستان پر ان کا تسلط ہو گیا۔ ایک مرتبہ شہنشاہ ہمایوں بیمار ہوئے اور اطبائے ہندوستان سے ان کو شفا نہ ہوئی تو انھوں نے شہنشاہ ایران کو لکھا کہ جن طبیب کو آپ نے ہمارے لئے دوران قیام میں مقرر کیا تھا ان کو ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ شاہ ایران نے حکیم محمد مسیحا کو ہمایوں کی خدمت میں بھیج دیا حکیم محمد مسیحا نے ہندوستان میں مستقل قیام اختیار کر لیا۔

حکیم محمد مسیحا کے بیٹے محمد ارشد تھے ان کی اولاد میں حکیم عبد السلام خان لعہد محمد شاہ ہوئے ہیں ان کا منصب ہفت ہزاری تھا۔ حکیم عبد السلام خان کی اولاد میں حکیم خاقان لقا خان ہوئے ہیں جنہوں نے ایک کتاب مجموعۂ لقائی کے نام سے لکھی جس میں نہایت ہی مستند نسخے لکھے ہیں۔ ان کے بیٹے اسحاق اللہ خان تھے اور ان کے بیٹے حکیم ذکاء اللہ خان تھے جو شاہ عالم ثانی کے طبیب خاص تھے انھوں نے ایک کتاب قرابادینِ ذکائی کے نام سے لکھی۔ اس زمانہ کے مشہور اطبا اسی کتاب کے خوشہ چین ہیں۔ ہندوستان اور خصوصاً دہلی کے اطبا اسی کتاب سے نسخے نقل کرتے ہیں انھوں نے ایک کمرہ بنوایا تھا اور اس میں مطب کرتے تھے۔ اس لئے حکیم کمرے والوں کے نام سے موسوم ہوئے۔ ان کے چچا کے بیٹے حکیم امام الدین خان تھے۔ وہ عالم جید طبیب محلات اور بادشاہ کے مشیر طبی تھے ان کے

ہزاروں شاگردوں میں تین بہت مشہور ہیں۔ (۱) سر سید احمد خان (۲) مولینا محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند اور (۳) ڈپٹی نذیر احمد جنہوں نے ان کا مرثیہ لکھا ہے۔ حکیم امام الدین خان کا انتقال ریاست ٹونک میں ہوا۔
اسی خاندان میں ایک بزرگ شاہ سید عبد اللطیف گزرے ہیں جن کا مزار راولپنڈی میں ہے۔ یہ امام بری صاحبؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے مزار پر ہر سال عرس ہوتا ہے۔ جو دس روز تک جاری رہتا ہے۔ ترکستان پنجاب اور افغانستان سے زائرین آتے ہیں۔

(۲) **خاندان حکیم نور الدین المعروف بہ پہاڑی والے** ادویہ بھائی محمد پناہ اور محمد صلح کے نام سے گزرے ہیں۔ دونوں عالم جید اور نامور اطباء تھے۔ محمد صلح کے بیٹے اکرم الدین تھے۔ ان کے بیٹے نور الدین تھے حکیم نور الدین کی بہن حسین علی کو بیاہی گئیں وہ محمد باقر کے بیٹے تھے جو شاہ عالم کے زمانہ میں وزیر صحت تھے۔ شاہ عبد العزیز دہلوی جو بڑے اخوند جی کے نام سے موسوم ہیں۔ اسی خاندان کے ایک فرد تھے۔ وہ بادشاہ کی طرف سے ہر جمعہ کو جامع مسجد میں وعظ و نصیحت کہنے کے لئے مامور تھے۔ ان کے جانشین شاہ محمد عمر صاحب اخوند جی بہت مشہور عالم اور بزرگ گزرے ہیں۔

(۳) **بقائی** | قصبہ اہرمن مضافات خراسان میں ایک شخص تھے۔ مذہب ان کا ہندو تھا وہ آنکھوں کا علاج کرتے تھے۔ شاہ محمد اسمٰعیل ایک درویش اس قصبہ میں آئے اور وہ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ ان کی اولاد امتداد زمانہ سے قصبہ اہرمن چھوڑ کر لاہور میں آکر آباد ہوگئی ان کی اولاد میں حکیم بقاء اللہ ہوئے ہیں۔ ایک اور صاحب تھے جو حکیم اوڑھنی والوں کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی اولاد سکندرہ ضلع علیگڈھ میں رہتی تھی۔

جب شاہ عالم بادشاہ کی آنکھیں نکالی گئیں تو ان کی آنکھوں میں بہت تکلیف ہوگئی اور کسی کے علاج سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو سکا اس بات کا شہرہ تمام ہندوستان میں ہوا یہ سنکر حکیم بقاء اللہ اور حکیم اوڑھنی والے لاہور سے دہلی آئے کہ بادشاہ کا علاج کریں اور انعام پائیں کسی ذریعے سے بادشاہ تک رسائی حاصل کرکے انھوں نے بادشاہ کا علاج کیا۔ خدا تعالیٰ نے بادشاہ کو شفا دی اور ان کی تکلیف دور ہوگئی۔ بادشاہ نے ان کو کافی انعام و اکرام دیا۔ اور ان کی تنخواہیں مقرر کردیں۔ حکیم اوڑھنی والوں کی اولاد سکندرہ جاکر آباد ہوگئی اور حکیم بقاء اللہ کی اولاد دہلی میں مقیم ہوگئی۔ حکیم بقاء اللہ نے ایک مکان قاضی حوض میں لیا اور اس میں رہنے لگے۔ ان کی اولاد میں حکیم حسام الدین عرف منجھلے صاحب بہت مشہور و معروف طبیب گزرے ہیں۔ بادشاہ کی طرف سے ان کو حسام الدولہ کا خطاب ملا تھا۔

(۴) **عطاران** | عرب کا ایک خاندان گردش روزگار سے گھومتا گھامتا غزنی اور ایران کے راستے لاہور پہنچا اور وہیں رہائش اختیار کی اس خاندان میں ایک طبیب غلام جیلانی ہوئے ہیں۔ انھوں نے شیخ الرئیس حکیم بو علی سینا کی کتاب قانون الشیخ کی شرح عربی میں لکھی۔ ان کی اولاد میں ایک شخص حکیم عبد القادر ہوئے ہیں۔ جو اپنے زمانہ میں مشہور طبیب تھے وہ نواب دکن کی بیگم کا علاج کرنے دکن بلائے گئے تھے۔ وہاں کیفس بیگم کی فصد کھولنے کی ضرورت پڑی۔ بیگم صاحبہ فصد کھلوانے کے لئے راضی نہیں ہوتی تھیں حکیم صاحب نے کہا اچھا میں دواؤں کی راکھ سے ایک پاؤں بنا دیتا ہوں آپ اس پر پاؤں رکھکر کھڑی ہو جائیں۔ بیگم اس بات پر راضی ہوگئیں۔ حکیم صاحب نے پاؤں بنا کر اس میں ایک نشتر چھپا دیا۔ جب وہ اس پر کھڑی ہوگئیں تو نشتر اسی رگ میں لگ گیا جس کو وہ کھولنا چاہتے تھے اور خون بہنے لگا۔ اس کے بعد انھوں نے دوسری دواؤں سے خون بند کردیا اور بیگم کو شفا ہوگئی اس علاج سے ان کا بہت شہرہ ہوا۔ اور نواب نے کافی انعام دیا۔ اس کے بعد وہ اپنے وطن لاہور واپس آگئے۔ پھر پنجاب میں انقلاب رونما ہوا۔ اور سکھ غالب آگئے۔ رنجیت سنگھ کانے کے زمانے میں مسلمانوں پر بڑے مظالم ڈھائے گئے اور ان کے لئے عرصہ حیات تنگ کردیا گیا۔ اور یہ خاندان بھی اس کی زد سے نہ بچ سکا۔ اور دہلی آگیا۔ یہ خاندان خلیفہ ابو بکر صدیقؓ کی اولاد میں سے ہے۔ ان کے کاغذات میں صدیقی

لکھا ہوا ہے۔ کوچہ قابل عطار کے نکڑ پر ان کا مکان تھا۔ جو آجکل مسجد بنادی گئی ہے۔ ان کی ایک بہن تھیں جو غلام رسول سے جو اسی خاندان کے ایک فرد تھے بیاہی گئیں تھیں ان کے بیٹے غلام حسین تھے۔ حکیم عبدالقادر کے بیٹے حافظ غلام محی الدین عرف حافظ گما تھے۔ انھوں نے پانچ مختلف خاندانوں میں پانچ شادیاں کیں۔ اس کے بعد ان کی اولاد میں رشتے ہوئے جس سے برادری بڑھی۔ ایک طبقہ میں حکیمان تھے۔ اور دوسرے طبقے میں خانم کے بازار والے اور تیسرے طبقہ میں عطاران۔ عطاروں کے رشتے دونوں طرف تھے۔

(۵) خانم کے بازار والے | محمد اعظم محمد عظیم دو بھائی تھے مذہب ان کا ہندو اور ذات کھتری تھی۔ حضرت شاہ علاؤالدین صابر کلیری کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔ یہ لاہور میں رہتے تھے مسلمان ہونے کے بعد دہلی آئے۔ اس وقت علاؤالدین خلجی تخت ہندوستان پر جلوہ افروز تھے۔ وہ کچھ تحفے تحائف لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے بادشاہ نے لاہور کے صوبیدار کے نام ایک پروانہ دے دیا کہ ان کے ساتھ کافی مراعات کی جائیں۔ وقتاً فوقتاً اس خاندان کے افراد دہلی آکر خانم کے بازار میں آباد ہوگئے اس میں سے محمد بخش عرف بخشو بہت مشہور معروف آدمی ہوئے ہیں وہ چینی اور شیشے کے برتنوں کے بہت بڑے تاجر تھے۔ اور بادشاہ کی طرف سے ان کو ملک التجار کا خطاب ملا ہوا تھا بہادر شاہ کے پیچھے ان کو کرسی ملتی تھی۔ شاہی توشہ خانہ کے لئے چینی اور شیشے کے ظروف کا انتظام وہ ہی کیا کرتے تھے۔ خانم کے بازار میں ان کی بہت ہی عالیشان دکان تھی جہاں سے تمام شہزادے اور امرا سامان خریدتے تھے۔

غدر کے بعد جب خاندان مغلیہ کا چراغ گل ہوگیا اور انگریزوں کی حکومت ہوگئی تو شہری انتظام کے لئے انگریزوں نے شہر کے رؤسا اور اکابرین کی ایک کمیٹی بنادی اور چونکہ وہ بھی شہر کے ایک معزز آدمی تھے اس لئے ان کو بھی ممبر بنا دیا گیا۔ ڈپٹی کمشنر نے ان کو بلاکر کہا کہ آپ کو میونسپل کمشنر بنا دیا گیا ہے انھوں نے کہا میں تو دکاندار آدمی ہوں اس بار کو قبول کرنے سے قاصر ہوں۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ آپ ہمارا حکم نہیں مانتے۔ تو انھوں نے کہا کہ حضور مجھے تو معافی دیجئے اس پر ڈپٹی کمشنر نے ان پر ایک اشرفی جرمانہ کر دیا۔ وہ ایک اشرفی ڈپٹی کمشنر کی میز پر رکھکر سلام کرکے چلے آئے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اتنی بڑی عزت کو ٹھکرا دیا۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ اصل عزت تو میرے لئے وہ تھی جب میں بادشاہ کے پیچھے کرسی پر بیٹھتا تھا۔ انگریزوں کی دی ہوئی عزت قبول کرنا میرے لئے نمک حرامی ہے۔ اس خاندان کے لوگ لاہور سے آکر خانم کے بازار میں آباد ہوگئے۔ اور ایک جماعتی شکل اختیار کرلی۔ اس خاندان کے سلسلہ میں ایک اور خاندان ہے جو چھپرے والا کہلاتا ہے۔ اس کے مورث اعلیٰ یار محمد تھے۔ پہلے وہ ہندو راجپوت تھے اور مہاراجہ کشمیر کے بھائی تھے مسلمان ہونے کے بعد وہ کشمیر چھوڑ کر امرت سر چلے آئے۔ اور دوشالوں کی ایک دکان کرلی۔ اس کے بعد خانم کے بازار میں دکان کی اور خانم کے بازار والے کہلائے۔

مندرجہ بالا خاندانوں کے باہمی ارتباط سے ہماری موجودہ برادری کا قیام عمل آیا۔ پیشہ کے لحاظ سے اس میں اکثر حکیم اور عطار تھے۔ اور خانم کے بازار والوں میں سے بھی اکثر نے پیشہ عطاری اختیار کیا اس لئے اس کا نام قوم عطاران و حکیمان پڑا۔

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزار ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کرلے
اگر منظور ہو تجھ کو خزاں نا آشنا رہنا
جہان رنگ و بو سے پہلے قطع آرزو کرلے

(اقبال)